نیک اعمال اور رجاء(امید) کے مراتب (ایک تجزیاتی مطالعہ)

Good Deeds and Ranks of Rajaa(Hope):An Analytical Study

Dr Hafiz Muhammad Ibrar Ullah
Assistant Professor of Islamic Studies
The University of Azad Jammu & Kashmir, Muzaffarabad
Email: Hafizibrar87@gmail.com

Sidra Begum
PhD scholar, Department of Islamiyat
Shaheed Benazir Bhutto Women University Peshawar
Email: sidrakhattak888@gmail.com

Maryam Bibi
PhD Scholar, Department of Islamiyat
Shaheed Benazir Bhutto Women University
Email: maryambibi005@gmail.com

Abstract
If the deeds are good, hope (Raja') is the best gift in the heart of a Muslim, the best word on the tongue is the praise of Allah, and the most beloved hour is the one in which a person does good deeds. When a Muslim will know the general mercy of Allah, and will also know that Allah forgives the many sins of His servants. And when he is aware of the paradise prepared by Allah and the abundance of rewards and rewards given by Him, his hope for getting more from Allah will increase, he will participate more actively in good deeds, he will be fully committed to prayer and fasting, he will not remain oblivious to obligatory acts of worship as well as Nawafl. For the good of his hereafter, he will humbly pray that Allah may include him and his family among the righteous. Therefore, the people of knowledge agree that the name of the thing called 'Rajaa' is valid only when it is acted upon. When the action is good, 'Rajaa' leads a person to the 'level of gratitude'. The chain of Rajaa is always and it is a never-ending chain and it does not stop even for a moment.
Keywords: Ranks of Rajaa, Good Deeds, Thoughts of Sharia

رجاء مستقبل میں حاصل ہونے والی محبوب چیز کے ساتھ دل کو وابستہ کرنے کو کہتے ہیں، جس طرح خوف کا تعلق مستقبل کے ساتھ ہے اس طرح رجاء کا تعلق بھی مستقبل کے ساتھ ہوتا ہے۔ زندگی اور استقلال رجاء ہی کے ذریعے ہوتی ہے۔[1] ایک لحاظ سے رجاء اور تمنا میں فرق یہ ہے کہ تمنا کرنے والے میں سُستی اور کاہلی پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ تمنا کرنے والا کوشش نہیں کرتا، برخلاف رجاء کے، لہذا رجاء قابل تعریف چیز ہے اور تمنا مذموم ہے[2]

رجاء سے مراد اچھے اجر وثواب کی امید رکھنا ہے، اور اس کے ساتھ عمل صالح کو بھی لازم قرار دیا گیا ہے۔ ضروری ہے کہ عمل صالح بھی کریں عمل صالح کا مطلب یہی ہے، کہ جن چیزوں کا اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حکم دیا ہو، وہ احکام پورے کرتے ہو، اور جن سے منع کیا گیا ہو، اس سے منع ہوتا ہو۔[3]

فالرجاءیکون بمعنی الخوف والأمل جمیعا[4] پس رجاء امید اور خوف دونوں کے معنیٰ میں شامل ہے۔

بندے میں رجاء کے پائے جانے کی کی علامت یہ ہے کہ جب بندے کو اللہ تعالیٰ کے احسانات نے چاروں طرف سے گھیر رکھا ہو، تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں شکر کرنے کا خیال ڈال دے، جس کی وجہ سے وہ دنیا میں یہ امید رکھے کہ اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کو اس پر تمام کر دے گا اور آخرت میں اسے پورے طور پر معاف کر دے گا منصور بن عبد اللہ نے ابو علی روذباری سے روایت کی کہ خوف ورجاء کی مثال پروں کی سی ہے۔ اگر دونوں یکساں ہوں تو پرندہ یکساں رہتا ہے اور اس کی اڑان بھی مکمل ہوتی ہے اور اگر ایک میں کمی آجائے تو اڑان میں بھی نقص آجاتا ہے اور اگر دونوں جاتے رہیں تو پرندے کی حالت نیم مردہ ہو جاتی ہے۔[5]

عمل صالح کے ساتھ رجاء وہ خوبصورت چیز ہے جو انسان کو منزل مراد کی طرف گامزن کرتی ہے۔ انسان کو کامیابی کا احساس دلاتا ہے زندگی کے دشوار گزار راستوں پر بھی گزرتے ہوئے انسان کو یہ احساس دلاتا ہے کہ اس دشواری کے بعد آسانی ہوگی۔ رجاء انسان کے دل میں اللہ کے فضل کو یاد دلانے کا نام بھی ہے۔ کہ وہ اپنی زندگی میں اللہ کے احسانات یاد دلائے اور اس پر شکر ادا کریں۔ رجاء ایک خطاکار انسان کو خوشخبری دیتا ہے کہ اگر اس کے گناہ جتنے بھی زیادہ ہوں، لیکن اسے مایوس نہیں ہونا چاہیے، اسے چاہیے کہ وہ اللہ سے اس کے عفو و درگزر، احسان، کی امید رکھے۔[6]

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: مَن كَانَ يَرْجُولِقَاءَاللّٰهِ فَإِنَّ أَجَلَاللّٰهِ لَآتٍ ۚوَهُوَالسَّمِيعُ الْعَلِيمُ[7]

ترجمہ: جسے اللہ سے ملنے کی امید ہو تو بے شک اللہ کی میعاد ضرور آنے والی ہے اور وہی سُنتا جانتا ہے

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مطابق اس کا مطلب یہ ہے کہ بندہ دوبارہ زندہ ہونے اور حساب سے ڈرتا ہو، اور (رجاء) کا مطلب اس ایت مبارکہ میں خوف ہے اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رجاء یہ ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے اجر کا امید رکھتا ہو، اور مقاتل رحمہ اللہ کے مطابق اس کا مطلب قیامت ہے، کہ اس دن ہر کسی کو اس کے اچھے اور بُرے کا حساب ہوگا۔[8]

ایک قول یہ ہے کہ سخی (یعنی اللہ) سے سخاوت کی امید کرنے کا نام رجاء ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے جلال کو جمال کی آنکھوں سے دیکھنے کا نام رجاء ہے اور یہ کہ دل کو اللہ کی مہربانی کے قریب کرنے کا نام رجاء ہے بعض کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی وسعت رحمت کی طرف نگاہ رکھنے کا نام رجاء ہے اور یہ قول بھی ہے کہ رجاء یہ ہے کہ دل اچھے انجام پر خوش ہو۔[9]

عمل صالح کے بعد ہی انسان اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے خوف کے ساتھ بہتری کی امید رکھتا ہے، عمل صالح انسان کے دل کو سکون بخشتا ہے اور انسان کو احساس دلاتا ہے کہ اس کے نیک عمل کا بدلہ اس کو مل جائے گا، اس عمل صالح کا بدلہ دنیا میں احسانات وانعامات کے ذریعے ملے گا اور آخرت میں یہ بدلہ جنت ہے

امام ابو حامد غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رجاء اصل پر ہوتا ہے اور تمنیٰ اصل پر نہیں ہوتا، پس جب بندہ طاعات میں کوشش کرتا ہے تو کہتا ہے کہ امید ہے کہ اللہ مجھ سے یہ آسان قبول کرے، سو یہ خواہش بیکار ہے[10]

رجاء ان کے لیے ضروری ہے جو اللہ کے لئے سفر کرتے ہیں اور اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں، اور صدق دل سے عبادت کرتے ہیں اور بندہ سوچتا ہے کہ میں نیکی کرتا ہوں، اور پھر عمل صالح کے ساتھ اجر وثواب کا امید رکھتا ہے اور پھر ایک نیک عمل جس کی وہ امید کرتا ہے کہ قبول کیا جائے گا۔ اور رہنمائی جس کی وہ امید رکھتا ہے اور استقامت اور خدا سے قربت جس کی وہ امید رکھتا ہے لہذا، امید رجاء سب سے مضبوط وجوہات میں سے ایک ہے، جس کے سہارے انسان عمل کرتا ہے اور اپنے رب کی طرف چلنا اور دین پر ثابت قدم رہنا، خاص کر ایسے وقتوں میں جب آزمائشوں، فتنوں اور شکوک وشبہات کا زمانہ ہو، تو رجاء امید ہی سے انسان اپنے لئے رزق کماتا ہے اور اپنے زندگی بسر کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ رجاء کو مناسب طریقے سے سمجھنا ضروری ہے[11]

عمل صالح کی ساعت بڑی ہی مبارک ساعت ہوتی ہے جس میں مسلمان کو قلبی مسرت محسوس ہوتا ہے اور پھر اللہ سے اجر کی امید مسرت وشادمانی کو دُگنا کر دیتی ہے بالکل اسی طرح جس طرح کسی مچھلی کو پانی سے نکال کر دوبارہ پانی میں ڈال دی جائے تو اسے محض سرور ونشاط ہی حاصل نہیں ہوتا بلکہ اس کے جسم میں ایک نئی روح کارفرما ہو جاتی ہے عمل صالح کے بعد انسان اسی طرح تازگی اور نشاط روحانی محسوس کرتا ہے جو فی الحقیقت ایک نعمت کبریٰ ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر بھی عمل صالح کا ایک حصہ ہے وہ فرشتے جو مقرب بارگاہ الٰہی ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ بطور فخر و مباہات ان فرشتوں کے سامنے ان ذاکرین کا تذکرہ اس لئے کرتے ہیں کہ انسان کی تخلیق کے وقت فرشتوں نے انسان کے پیدا کرنے کا مقصد پوچھا تھا اور اپنی تقدیس وتسبیح کا بیان کیا تھا۔[12]

اِنَّهُمْ كَانُوْالَایَرْجُوْنَ حِسَابًا[13] (بے شک انہیں حساب کا خوف نہ تھا)

درحقیقت یہ کافر اس دنیا میں تھے اور انہیں اس بات کا خوف نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں ان پر اپنی نعمتوں، اور ان پر اپنی مہربانیوں کا سوال کرے گا، کہ یہ لوگ حساب سے کیوں ناامید ہو گئے تھے حضرت قتادہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ یہاں رجاء بمعنیٰ خوف ہے کہ ان کو حساب کو خوف نہیں تھا۔ حضرت ابن زید رحمہ اللہ کے قول کے مطابق وہ نہ قیامت پر یقین رکھتے تھے اور نہ حساب پر، اور جس کا زندہ ہونے پر یقین نہ ہو اور جس کو قیامت کا یقین نہ ہو وہ حساب کی امید کیسے رکھ

سکتا ہے۔[14] یعنی وہ یہ نہیں مانتے تھے کہ کوئی گھر ہو گا جس میں ان کا فیصلہ ہو گا اور جوابدہی ہو گی۔[15] وہ قیامت پر یقین نہیں رکھتے، اور نہ یہ کہ خدا مخلوق کو اچھائی اور برائی کا بدلہ دیتا ہے، اس لیے انہوں نے بعد کی زندگی کے لیے کام کرنے سے غفلت برتی، اور نہ یہ لوگ اعمال کے محاسبے سے ڈرتے ہیں۔[16]

تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًاوَطَمَعًاوَمِمَّارَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ[17]

ترجمہ: ان کے پہلو اپنے بستروں سے دور رہتے ہیں' وہ خوف اور امید سے اپنے رب کو پکارتے ہیں' اور وہ ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرتے ہیں۔

عَنْ مُعَاذٍ رضی الله عنه ، اَنَّ النَّبِيَّ صلی الله علیه وآله وسلم قَالَ: ((سَأُنَبِّئُکَ بِاَبْوَابٍ مِّنَ الْخَيْرِ، الصَّوْمُ جُنَّةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَائُ النَّارَ، وَقِيَامُ الْعَبْدِ مِنَ اللَّيْلِ۔)) ثُمَّ قَرَأَ {تَتَجَافٰى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ}[18]

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تجھے خیر و بھلائی کے دروازوں کے بارے میں بتلاتا ہوں، روزہ ڈھال ہے، صدقہ گناہوں کو اس طرح مٹاتا ہے، جیسے پانی آگ کو ختم کر دیتا ہے اور رات کو بندے کا قیام کرنا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی: {تَتَجَافٰى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ

ابن عربی محی الدین محمد رحمہ اللہ وہ مسلمان مفکر ہیں، جنہوں نے باقاعدہ ایک مکمل نظریہ حقیقت الٰہی اور انسان کامل کے بارے میں پیش کیا حقیقت الٰہی کائنات میں ایک معقول اور زندہ اصل ہے یعنی حق تعالیٰ تمام اشیاء میں میں جلوہ گر ہے بلکہ اسے ابن عربی رحمہ اللہ حقیقت الحقائق کا نام دیتے ہیں، حقیقت کا استعمال مجاز کے مقابل ہوتا ہے اور رجاء یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی اچھی طرح عبادت کرے۔[19]

فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا[20]

ترجمہ: تو جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو اُسے چاہئے کہ نیک کام کرے

ابن ابی الدنیا نے بکر بن سلیم الصوف سے روایت کی کہ جس دن مالک بن انس کی وفات ہوئی، ہم ان کے پاس گئے اور پوچھا کہ اے عبد اللہ: آپ کیا محسوس کرتے ہیں، فرمایا: مجھے معلوم نہیں کہ میں تمہیں کیا کہوں، ابھی تم اللہ کی اس قدر عفو کا معائنہ کر لوگے، جس کا تمہیں وہم وگمان بھی نہ ہو گا- ہم ابھی انہی کے پاس تھے کہ ہم نے ان کی آنکھیں بند کر دیں[21]

ابن خلیق فرماتے ہیں: رجاء تین طرح کی ہوتی ہے

(1) ایک شخص نیک کام کرتا ہے اور امید کرتا ہے کہ وہ کام مقبول ہو گا۔

(2) ایک شخص برائی کرنے کے بعد توبہ کرتا ہے اور اسے امید ہوتی ہے کہ اس کی مغفرت ہو جائے گی۔
(3) ایک جھوٹا شخص گناہ کرتا چلا جاتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے مغفرت کی امید ہو گی۔
جس انسان کو معلوم ہو کہ اس نے برے اعمال کئے ہیں۔اس کے لئے مناسب یہی ہے کہ اس کا خوف اس کی امید پر غالب ہو۔[22]

اسلام نے جہاں اخلاقی نظام قائم کیا جس سے انسانی نفوس اور قلوب وارواح کی اصلاح ہو اور ایک اچھے امید کے ساتھ عمل صالح بھی ہو، اس سلسلے میں عادات وعبادات، اخلاقیات اور معاملات وغیرہ کے ابواب قائم کئے، سیاسی نظام بھی قائم کیا، یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم کوئی قانون بیان ہوتا ہے تو آگے پیچھے کسی نہ کسی عنوان سے خوف الہی، عمل صالح، طہارت اور توجہ الی اللہ وغیرہ کی طرف بھی تو متوجہ کیا جاتا ہے تا کہ دنیا کے الجھنوں میں پڑ کر دیانت سے غافل نہ ہو جائیں۔[23]

حضرت ابو الدردا نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا، جبرئیل علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "میرے بندے: تونے اگر میرے ساتھ شرک نہ کیا اور میری عبادت کی اور مجھ سے پر امید رہا تو میں تیرے تمام گناہ معاف کر دوں گا، اگرچہ تو میرے پاس زمین بھر گناہ بھی لائے میں بھی ان کی مغفرت کے ساتھ تیرا استقبال کروں گا، اور تجھے بخش دوں گا اور مجھے کوئی پرواہ نہیں۔[24]

بسا اوقات مومن دو امیدوں کے درمیان ہوتا ہے ایک عمل صالح کرکے جنت اور جزا کے امید میں ہوتا ہے اور دوسری بات یہ کہ وہ غلطی کرتے ہوئے گناہ کرتا ہے تو وہ پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے معافی کا امید بھی رکھتا ہے۔[25]

دنیا کے حالات انتہائی تیزی سے بدلتے جارہے ہیں، قیامت کی بہت ساری نشانیاں وقوع میں آچکی ہیں، عمل صالح کے ساتھ رجاء وہ کرن ہے، جس کے ہوتے ہوئے انسان سکون محسوس کرتا ہے، اور انسان بہتری کے لئے سوچتا ہے، اور پھر جب عمل صالح کرتا ہے تو اس کے ساتھ ایک خوبصورت تعبیر بھی پاتا ہے، اور رجاء ہمیشہ عمل صالح کے بعد حقیقی دوستی نبھاتا ہے، اور رجاء وہ دوست ہے جو نیک اعمال میں اور اضافہ کرتا ہے۔[26]

قرآن نے اصول وکلیات بیان کئے ہے اور تمثیلات کے ذریعے اسلامی فکر کی راہوں کو واضح کیا ہے جن کے تحت قیامت تک پیدا ہونے والے مسائل حل ہو سکتے ہیں، دین اسلام کے انفرادی اور اجتماعی احکام پر عمل کرنے کے لئے جو مدون قانون ہمارے سامنے موجود ہے وہ فقہ اسلامی ہے عمل صالح وہ ذریعہ ہے جس کے ذریعے انسان دنیا وآخرت میں نجات پا سکتا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے بہتری کی امید رکھنا چاہیے، امید (رجاء) وہ سہارا ہے جو کسی صورت میں انسان کو گرنے نہیں دیتا۔

نتائج بحث وسفارشات:

اللہ تعالیٰ کی مہربانی پر خوشی کا اظہار کرنا "رجاء" ہے جس نے اپنے نفس کو صرف رجاء پر رکھا اور اس نے عمل چھوڑ دیا تو اسے کوئی فائدہ نہیں، اور جس نے صرف خوف پر رکھا، وہ مایوس ہو گیا، انسان کو کچھ رجاء اور کچھ خوف کے ساتھ ہونا چاہیے۔ اسلام نے لوگوں کے لئے یہ امید افزاء نظریہ عطا کیا ہے کہ یہ دنیا اگلی زندگی کے لئے زادراہ اور کھیتی ہے یہاں انسان فصل بونے کے لئے آیا ہے اور آگے جا کر کاٹے گا، لہٰذا اس بونے کے عمل سے غافل نہیں ہونا چاہیے، اس کے لئے کچھ اصول درج ذیل ہیں

1۔ایک سلامتی کا راستہ، ایک مایوسی کا راستہ، اور ایک خوف کا راستہ ہے لیکن امید ان کے درمیان انصاف ہے اور عمل صالح کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے بخشش کا امید رکھنا چاہیے۔

2۔اگر اعمال بُرے ہو، تو سزا کا خوف بھی ہونا چاہئیے۔

3۔ہمیشہ دوسرے مسلمانوں کے لئے اچھا امید رکھنا چاہیے اور اعمال صالح کے بعد بھی اپنی ذات کے معاملے میں اللہ سے ڈرنا ضروری ہے۔

4۔بسا اوقات مومن میں خوف اور رجاء ایک ساتھ مل جاتی ہے لیکن عمل صالح کی طاقت اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی دیتا ہے۔

5۔جب انسان عمل صالح کرے تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی سے امید ہوتا ہے کہ وہ اسے دنیا و آخرت کے عذاب سے نجات دے گا۔

6۔جہاں تک بندے کا اپنے رب کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کا تعلق ہے تو بندہ یہی امید رکھتا ہے کہ عمل صالح کے بعد وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت کا امیدوار بن جائے گا۔

حوالہ جات:

1۔القشیری، ھوازن، ابو القاسم عبد الکریم، (مترجم)، عبد النصیر، الرسالۃ القشیریہ، ص224، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، س۔ن

2۔ایضا، ص255

Ibid pp 255

3۔قرطبی، امام، محمد بن احمد، تفسیر قرطبی، ج05، ص812، ضیاء القرآن پبلشنگ، کراچی، 2002ء

4۔امیر علی، سید، مواھب الرحمٰن فی تفسیر القرآن، ج3۔5، ص121، لکھنوء، 1970ء

5۔القشیری، ھوازن، ابو القاسم عبد الکریم، (مترجم)، عبد النصیر، الرسالۃ القشیریہ، 224

6۔ نیر، نور الحسن، نور اللغات، ج02، ص201، جنرل پبلشنگ ہاوس، کراچی، 1998ء

7۔ القرآن، العنکبوت:05

8۔ ابن مسعود، ابو محمد الحسین، تفسیر بغوی اردو، (مترجم) ج03، ص337، تالیفات اشرفیہ، کراچی، س۔ن

9۔ القشیری، ھوازن، ابو القاسم عبد الکریم، (مترجم)، عبد النصیر، الرسالۃ القشیریہ، 229

10۔ المنجد، محمد صالح، الرجاء، ص05، مکتبہ ملک زاد، ریاض، س۔ن

11۔ المنجد، محمد صالح، الرجاء، ص11،

12۔ یوسف زئی، فضل محمد، مولانا، توضیحات، ص45، مکتبہ العربیہ، کراچی، 2011ء

13۔ القرآن، النباء:27

14۔ الطبری، ابی جعفر، محمد بن جریر، تفسیر الطبری، ج12، ص363، دار الکتبالعلمیہبیروت، 2006ء

15۔ ابو الفداء، حافظ، عماد الدین، امام المفسرین، تفسیر القرآن العظیم، ج06، ص262، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، 2009ء

16۔ السعدی، شیخ، عبد الرحمٰن، تفسیر سعدی، ج10، ص221، دار السلام، س۔ن

17۔ القرآن، السجدہ:16

18۔ احمد بن حنبل، امام، مسند امام احمد بن حنبل، ج03، ص2247، دار المنہاج، س۔ن

19۔ ابن عربی، شیخ، محیالدین، محمد، (مترجم)، عبد القدیر، فصول الحکم، ص14، حیدر آباد، دکن

20۔ القرآن، الکھف:110

21۔ القشیری، ھوازن، ابو القاسم عبد الکریم، (مترجم)، عبد النصیر، الرسالۃ القشیریہ 227

22۔ ایضا، ص229

23۔ حکیم الاسلام، محمد طیب، خطبات حکیم الاسلام، ج08، ص59، بیت السلام پبلشرز، کراچی، 2011ء

24۔ البیھقی، ابی بکر، احمد بن حسین، امام، شعب الایمان، ج03، ص، 104، دار الکتب العلمیہ، بیروت، س۔ن

25۔ المنجد، محمد صالح، الرجاء، ص40

26۔ صدیقی، شاہ، مولانا، فضل، اعمال صالحہ، ص452، فاطمہ پبلشنگ، ملتان، 1980ء